غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء — عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

539

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے ذاتی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۱ — مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۵ء — یوم سہ شنبہ — مطابق ۱۱ شوال ۱۳۴۳ھ — جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

چند دن سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت بعارضہ پیچش علیل رہی۔ اگرچہ اب بفضل خدا آرام ہے لیکن کچھ نہ کچھ شکایت باقی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل گوجرانوالہ بھیجے گئے ہیں۔ جہاں اہلسنت مسلمانوں کا جلسہ ہے۔ اور جن سے مباحثہ کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔

طلبا ء جماعت مولوی فاضل عنقریب یونیورسٹی کے امتحان کے لئے جانے والے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

نامہ نیرؔ

احمدیت دنیا کے کناروں تک

(جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ کے قلم سے)

لنڈن ملک غلام فرید صاحب ایم اے مبلغ احمدیت لنڈن لکھتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوشخبری کی ہوائیں ہر طرف سے آہستہ آہستہ چلنی شروع ہو گئی ہیں۔ ایک صاحب آرتھر پلانٹ نام مانچسٹر میں ریویو آف ریلیجنز کو پڑھ کر اسلام میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ انھوں نے ایک خط میں لکھا کہ مجھے اپنے ہندوستان کے لوگوں کا پتہ لکھیں۔ تاکہ میں ان سے اسلام کے متعلق مزید علم حاصل کروں۔ میں نے لکھا کہ ہم لنڈن میں کس لئے بیٹھے ہیں۔ آپ دل کھول کر جو اسلام کے متعلق سوال کرنا چاہیں کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کو تسلی بخش جواب ملینگے۔ ان کے خط کے بعض فقرات درج کرتا ہوں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اسلام سے کس قدر محبت ہو گئی ہے۔ اور وہ کتنے خواہشمند ہیں کہ اسلام کے متعلق ان کو زیادہ واقفیت ہو۔ وہ لکھتے ہیں:۔ "پیارے بھائی! میں اسلام کے متعلق محض اعجوبہ پسندی کے طور پر خط و کتابت نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس لئے لکھتا ہوں کہ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

آگے چلکر وہ لکھتے ہیں۔ کہ آپ مجھے نماز کی ایک کاپی بھیجیں۔ میں قرآن کریم خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ جس وقت میں اس قابل ہو جاؤں گا۔ میں اس کو خرید کروں گا۔

ریویو کے متعلق لکھتے ہیں:۔ "مجھے ریویو آف ریلیجنز کا اپریل نمبر پہنچا۔ میں نے اس کے مضامین کو خوب یاد کر لیا ہے۔"

پھر وہ لکھتے ہیں۔ کہ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں خود لنڈن آکر آپ سے ملوں۔ اور آپ کا شکریہ ادا کروں۔

اسی طرح ایک عورت miss Vera maitland اسلام میں بہت دلچسپی لے رہی ہے۔ اس نے "نماز" اور ریویو آف ریلیجنز اور حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر ahmdia movement اور تحفہ شہزادہ ویلز وغیرہ منگوائے ہیں۔ رتیرت اس نے پہلے بھیجی ہے اس سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ ہالینڈ سے ایک شخص نے قرآن کریم کے پہلے پارے ... میرا ایک لیکچر "اسلام" پر پچھلے اتوار اپنے مکان پر ہوا۔

لیکچر کے بعد سوالات بھی ہوئے۔ اور ایک نہایت ہی متعصب عیسائی عورت جو ہمارے محلہ میں رہتی ہے۔ اس نے نوٹ لئے۔ اور بعد میں خط لکھا کہ مجھے لیکچر سے بہت فائدہ ہوا ہے ٭

ہالینڈ ہماری محترم بہن مس ہدایت بڈ ایسٹرڈم ہالینڈ سے جناب محترم ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کو لکھتی ہیں:۔ میں نے ۷ اور ۱۰ اپریل کے احمدیہ لیکچروں کا (جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد دینگے) انتظار کر رہی ہوں۔ اور ان تقریروں کے بعد اپنا "ریڈنگ روم" شروع کر دونگی۔ اور اشتہارات بھی دونگی۔ میرا ارادہ یہ بھی ہے۔ کہ میرے ولندیزی زبان میں لکھے ہوئے مضامین ایک چھوٹے سے رسالہ کی صورت میں شائع ہو جائیں۔ میں نے اسلام کی نسبت ایک سلسلہ مضامین شروع کر دیا ہے۔ جس کی مفصلہ ذیل ترتیب ہوگی۔

الف:۔ (۱) اسلام کے بنیادی اصول (۲) توحید باری (۳) ملائکۃ اللہ (۴) کتب مقدسہ (۵) انبیاء (۶) حشر نشر (۷) تقدیر

ب:۔ اخلاقی و مذہبی قوانین (۲) صلوٰۃ (۳) صوم (۴) زکوٰۃ (۵) حج

اور پھر یہ سب مضامین ولندیزی زبان میں ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دونگی۔

مجھے خوشی ہے کہ رسالہ ٹیل میرے مضامین شائع کرنے لگا ہے اور رسالہ کے کارکنان نے مجھے چند مرتبہ کہا ہے۔ کہ یہ مضامین ایسے طرز پر لکھے گئے ہیں۔ جو ان کے رسالہ کے لئے نہایت موزون ہیں۔ یہ رسالہ ہالینڈ کے ۲۰۰ سے زیادہ قصبوں میں پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دارالحکومت ایسٹرڈم میں اس کی بڑی اشاعت ہے۔ ہر اجنبی ملک میں اس کے بے شمار خریدار ہیں۔ اس لئے آپ یقین رکھیں۔ کہ اب بہت لوگ دنیا کے ملل میں سے بہترین وارفع مذہب (حقیقی اسلام) سے واقف ہو جائینگے اگر لوگ افواج کے طور پر اسوقت اسلام میں داخل نہ بھی ہوئے۔ تو میرے لئے یہ امر شکر گذاری کا موجب ہے کہ میری کوششیں مقدس اسلام کو لوگوں کی آنکھ میں موجودہ حالت سے زیادہ موثر کرکے دکھا سکیں۔ اور لوگ اس پاک مذہب سے محبت کرنے لگیں۔ جب اس قدر کر لوں۔ تو پھر کوئی اور آئے۔ اور (اس تیار کردہ زمین سے فائدہ اٹھاکر) لوگوں کو اسلام میں داخل کرے۔

چند ہفتے ہوئے کہ مجھے میری بہن کا خط آیا وہ متعجب تھی۔ مگر اس نے مجھے قبولیت اسلام پر مبارکباد دی اور لکھا۔ کہ میرا بہنوئی بھی میری طرح وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ اور اگر یہ دونو اسلام قبول کرلیں۔ تو میں بہت خوش ہونگی۔ میں یقین کرتی ہوں۔ کہ میرا بہنوئی ہمارے لئے بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ وہ بڑا ذہین اور صاحب جرأت آدمی ہے۔

حضرت اقدس نے مجھے جو نام دیا ہے۔ اسے معلوم کرکے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میرے ولندیزی کانوں میں یہ بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس نام (ہدایت) کے معنے خصوصاً میرے لئے ہمیشہ بہت بڑی مدد ہونگے۔

ان دنوں مجھے بعض مشکلات کا سامنا ہے۔ اور یہ مشکلات ایسی ہیں۔ اور پھر ایسے لوگوں کی طرف سے ہیں جہاں سے ان کی امید نہ تھی۔ کہ اب میں دوسروں کی رہنمائی کرنے کے قابل نہ ہونگی۔ جب تک کہ میں پہلے مشکلات سے دوچار ہوکر ان پر غلبہ نہ حاصل کرلوں۔ اور مجھے امید ہے ان مشکلات کا جلد خاتمہ ہو جائیگا۔ اور میں اس راستہ کو کامیابی سے طے کرونگی"۔

ناظرین الفضل یہ معلوم کرکے خوش ہونگے کہ ہماری محترم بہن اپنے خطوط پر عربی حروف میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم لکھتی ہے ٭

لنڈن میں نماز عید الفطر

(انڈین ڈیلی میل کا خاص تار)

لنڈن ۲۵ اپریل۔ لنڈن کی پہلی مسجد میلروز روڈ سوتھ فیلڈ میں جس کا محراب تعمیر کیا گیا ہے۔ عید الفطر منائی گئی ٭

لنڈن میں پہلی مسجد کا افتتاح

(اسٹیٹسمن کا خاص تار)

لنڈن ۲۷ اپریل۔ لنڈن کی پہلی مسجد کا تین ماہ کے اندر افتتاح ہوگا ٭

الفضل:۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ماتحت لنڈن میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کا جو کام شروع ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس سے اندازہ لگا کر اسٹیٹسمین کو یہ تار پہنچا ہے ٭

چندہ خاص کی تحریک پر اخبار سیاست کے نوٹ کا اثر

اخبار "سیاست" کے غلط نوٹ پر جماعت کو جوش آیا۔ اور بجا طور پر جوش آیا ہے۔ افسوس ہے ان اخبارات پر کہ ایک غلط بات شائع ہو جانے پر اس کی تردید شائع کرکے اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بھی جرأت نہیں رکھتے۔ اس سے احباب کو چندہ خاص کے اور بڑھانے اور جلد سے جلد ادا کرنے کا جوش پیدا ہوگیا ہے۔ مجھے سب جماعتوں سے امید ہے کہ وہ اپنی تیسری قسط کی ادائگی زیادہ سے زیادہ مئی سے آگے نہیں بڑھنے دینگے۔ اور کوئی دوست بھی ایسا نہیں رہیگا۔ جو مئی کے اندر اندر اپنے وعدے پورے طور پر ادا نہ کردے۔ اور سیاست کے اس نوٹ کو کہ "وہ آئے دن چندے دیتے دیتے قادیانی مرید کچھ تھک سے گئے ہیں۔ اور اپیل کا اثر تا حال حوصلہ افزا نہیں ہوا" غلط ثابت کرکے دکھلا دینگے۔

جو جوش احباب کو پیدا ہوا ہے۔ اس کا کچھ نمونہ ذیل کے دو خطوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ امید ہے سب احباب خاص طور پر اِدھر توجہ فرمائینگے۔ اور مئی میں چندہ خاص کے وعدوں کو پورے طور پر بے باق کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ ہونے دینگے۔ عبد المغنی ناظر بیت المال

(۱) سید غلام صفدر صاحب احمدی اودل ضلع کیمل پور سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور لکھتے ہیں:۔ "حضور چندہ خاص ایک لاکھ کی تحریک عاجز نے بذریعہ الفضل پڑھکر دل ہی دل میں عہد کیا تھا کہ جس دن مارچ کی تنخواہ ملیگی۔ اسی دن بذریعہ ڈاک روانہ کر دونگا۔ لیکن اخبار "سیاست" کی بیہودگی معلوم کرکے رہا نہ گیا۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مئی کے پہلے ہفتہ میں ایک ماہ کی تنخواہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دونگا۔ پہلے سے روانہ کرچکا ہوتا۔ لیکن اس مرتبہ مارچ و اپریل دونوں مہینے کی تنخواہ ابھی ملی نہیں ہے۔ فروری کے مہینے میں اخبار الفضل کا وی پی وصول کر لیا۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ اخبار واپس ہوکر بند ہو جاتا تو کلام امام ہم تک پہنچنا مشکل ہوتا۔ سچ تو یہ ہے کہ الفضل کے ذریعہ ہماری جان میں جان ہے۔ وہ نادان مخالف کیا جانتے ہیں کہ ہمارے دل میں کیا گذرتی ہے۔ مال کیا چیز ہے جان بھی حضور پر قربان ہے۔ خوش نصیب ہیں ہم۔ کہ بار بار چندہ کی تحریک ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ بار بار ہم سے لیا جائے۔ پھر یہ دن ملنے مشکل ہیں"۔

(۲) ملک حسن محمد صاحب ایسر داڑی ضلع بھڑوچ سے لکھتے ہیں:۔ "ایک لاکھ چندے کے ارشاد نے مجھے بہت ہی ممنون احسان کیا ہے۔ پھر کیوں آپ جیسے محسن کا میں شکر گذار نہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔" اللہ تعالیٰ "سیاست" کے پردہ نشین نامہ نگار کا بھی بھلا کرے۔ جس نے گونگھٹ کی آڑ میں سیاست کے ذریعہ ہمیں تحریک کی ہے۔ بعض اوقات شیطان کی تحریک بھی خدا کے بندوں کے لئے بھلائی کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور اپنے زعم باطل میں تو "سیاست" و نامہ نگار سیاست نے احمدیوں کی کمزوری دستی کا دنیا کے سامنے اظہار کیا ہے۔ لیکن احمدیوں کے لئے وہ تحریر ایک ناصح کا کام دیگئی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ فعلاً بتلا دینگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۵ مئی ۱۹۲۵ء

مومن کی عید

ہر روز جماعت احمدیہ کیلئے روز عید ہو سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۵ اپریل
حسب ذیل خطبہ عید الفطر مسجد اقصیٰ میں ارشاد فرمایا:-
آج ہم اس جگہ اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ

عید کا دن

ہے۔ اور عید کا دن مسلمانوں کے دلوں میں خوشی اور انبساط
کی لہر پیدا کر دیتا ہے لیکن کیا عید کے دن کی خوشی اس سبب
سے ہے۔ اور اس وجہ سے ہے۔ کہ اس دن کے آنے پر لوگوں
کو کچھ مل جاتا ہے۔ کیا اس دن انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ کیا
اس دن کوئی جاگیریں ملتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں
بلکہ عام طور پر لوگوں کو اس دن کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے مگر
باوجود اس کے لوگ خوشی ہوتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ آج

خوشی کا دن

ہے یہ بات ہمیں دو سبق دیتی ہے۔ جنمیں سے ایک تو ظاہری
سبق ہے۔ اور ایک باطنی۔

ظاہری سبق

اس سے یہ ملتا ہے کہ انسان کی فطرت خدا تعالیٰ نے ایسی بنائی
ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے لئے آپ خوشی کے سامان پیدا کر سکتا
ہے۔ اور اگر چاہے تو اپنے لئے غم کے سامان پیدا کر لیتا ہے

ہم کیوں خوش ہوتے ہیں

اگر ہم اس کا ظاہری جواب دینا چاہیں تو ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ
ہم اس لئے خوش ہوتے ہیں کہ خوش ہیں۔ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے
کہ آج خوش ہونگے۔ اس لئے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہ فیصلہ
کرتے کہ غمگین ہونگے۔ تو بغیر کسی باعث اور سبب کے غمگین ہو

جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے
اگر کوئی رونی صورت بنالے۔ تو واقعہ میں تھوڑی دیر کے بعد
رونے لگ جائیگا۔ اور اگر کوئی ہنسی کی صورت بنالے تو واقعہ
میں خوش ہو جائیگا۔ یہ ایسی سچائی ہے کہ کوئی شخص بھی اس کا
انکار نہیں کر سکتا۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ ایک شخص مجلس میں آتا
ہے۔ جو دوسروں کو دیکھ کر ہنسنے لگتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم
نہیں ہوتا کہ ہنسی کا سبب کیا ہے لیکن ساری مجلس کو ہنستے
دیکھ کر وہ بھی ہنسنے لگ جاتا ہے۔ یہی دیکھو جب کبھی

اجتماع کے موقعہ پر دعا

کی جاتی ہے۔ تو سب لوگ آرام اور خوشی سے دعا کر رہے
ہوتے ہیں کہ ایک طرف سے کسی کی چیخ نکل جاتی ہے۔ اس کے
بعد چاروں طرف سے چیخیں سنائی دینے لگتی ہیں۔ اور آہ و
بکا کا شور پڑ جاتا ہے۔ وہ ایک شخص ابتدا کرتا ہے کوئی وجہ اور
کوئی سبب ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ برداشت نہیں کر سکتا
اور اسکی چیخ نکل جاتی ہے۔ لیکن جونہی اس کی چیخ نکلتی ہے اسی
وقت وہ لوگ جو اپنی طبیعت کو روکے ہوئے خشیت سے دعا
کر رہے ہوتے ہیں۔ چیخیں مارنے لگ جاتے ہیں۔ جن سے ساری
مسجد گونجنے لگ جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ سکون ہوتا جاتا ہے
آہ و بکا اور چیخ و پکار مدہم ہونے لگتی ہے کہ اتنے میں کسی اور
کی چیخ نکل جاتی ہے۔ اس سے پھر ساری مجلس میں شور پڑ جاتا
ہے سارے کے سارے

الگ الگ دعائیں

مانگ رہے ہوتے ہیں۔ اگر امام اونچی آواز سے دعا مانگ رہا
ہوتا تو کہہ سکتے تھے۔ کہ اس کی دعا کے کسی حصہ سے سب پر رقت
طاری ہو گئی۔ اور سارے کے سارے بے تاب ہو کر چیخیں مارنے
لگ گئے۔ مگر سب لوگ مختلف دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی
کہہ رہا ہوتا ہے۔ میرا قرض اتر جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے
مجھے نیک اولاد حاصل ہو۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے ملازمت
مل جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے مجھے ترقی مل جائے۔ کوئی
کہہ رہا ہوتا ہے مجھے یا میرے فلاں رشتہ دار کو صحت حاصل
ہو جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے۔ فلاں مجھ سے ناراض ہے
وہ راضی ہو جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے۔ میرا فلاں دشمن ہے
وہ تباہ ہو جائے۔ غرض ہر شخص علیحدہ علیحدہ دعا کر رہا ہوتا
ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کسی دعا کی وجہ سے چیخیں
نکل جاتی ہیں۔ بلکہ اس چیخ کی وجہ سے نکلتی ہیں۔ جو کسی کی کسی
خاص حالت میں نکل جاتی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے اور درست
کہا ہے۔ ع

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

ایک رونی صورت والا انسان اگر مجلس میں آجائے۔ تو سب کی رونی
صورت بن جاتی ہے۔ اور اگر ایک ہنستا ہوا آجائے۔ تو سارے
ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ

انسانی فطرت

میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے۔ کہ اگر وہ ارادہ کرے کہ غمگین نہیں ہونگا
تو خوش ہو جاتا ہے۔ اور اگر ارادہ کرے کہ غمگین ہونگا تو غمگین ہو
جاتا ہے۔ بغیر کسی اس قسم کی بات کے کہ اسے انعام ملا ہو یا جاگیر
ملی ہو یا کامیابی ہوئی ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میں خوش ہونگا۔ اور
وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بغیر اسکے کہ اس کا کوئی عزیز مرا ہو۔
یا اسے کوئی ناکامی ہوئی ہو۔ یا کوئی اور صدمہ پہنچا ہو۔ وہ کہتا
ہے۔ کہ میں غمگین ہوں گا۔ اور فوراً اس کا دل غم سے بھر جاتا
ہے۔ اور بہت دفعہ اسکے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ باتیں
میں آیا ہے۔ اور گو اس میں غلطی بھی ہے۔ مگر ایک حد تک سچ
بھی ہے کہ خدا نے چاہا کہ انسان کو اپنی شکل پر پیدا کرے اور
اس میں شک نہیں۔ کہ انسان میں بعض ایسی طاقتیں ہیں۔
جو خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے ملتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طاقت
ہے۔ کہ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ اس کے ماتحت انسان جب
کہتا ہے۔ کہ آج میں خوش ہوں گا۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے
بغیر کسی سامان خوشی کے اسی طرح جب وہ کہتا ہے۔ کہ آج میں
غمگین ہوں گا۔ تو بغیر کسی غم کی وجہ کے غمگین ہو جاتا ہے غرض
جیسا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اس کے ماتحت

اردگرد کے حالات

کو بدل دیتا ہے۔ اگر وہ خوش ہونے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو
جو میں خوشی ہی خوشی اسے نظر آتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر
وہ کوئی جنازہ بھی دیکھتا ہے تو خیال کر لیتا ہے۔ نامعلوم یہ
بیچارہ کس مصیبت میں پھنسا ہوا ہوگا۔ اب اس پر خدا کا فضل
ہو گیا کہ دنیا کے مصائب سے چھوٹ گیا۔ اس طرح وہ اس
نظارہ پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو بیمار
دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ممکن ہے۔ اس نے اس سے بھی
زیادہ سخت بیمار ہونا ہو۔ کہ خدا نے اس پر فضل کر کے اس بیماری
میں مبتلا کیا۔ یا وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ یہ کوئی ایسی
سخت بیماری نہیں ہے۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک
بیماریوں میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ یا یہ سمجھ لیتا ہے۔
کہ اس بیمار کا تو علاج کرانے والے موجود ہیں۔ کئی
ایسے بھی بیمار ہوتے ہیں۔ جنہیں کوئی پوچھنے والا نہیں
ہوتا۔ غرض ایسی صورت میں طبیعت کئی قسم کے بہانے

نکال لیتی ہے۔ اور انسان

ہر ایک بات پر خوش

ہو جاتا ہے۔ غرض ارادہ کے ساتھ انسان اپنی کیفیت کو بدل دیتا ہے۔ اور نہ صرف کیفیت کو بدل دیتا ہے بلکہ گرد و پیش کے حالات کو بھی بدل دیتا ہے۔ وہی حالات جو دوسروں کو خوش کر رہے ہوتے ہیں۔ غمگین ہونے کا ارادہ کرنے والے کو غمگین بنا دیتے ہیں۔ اور وہی حالات جو دوسروں کو غمگین کرنے والے ہوتے ہیں خوش ہونے کا ارادہ کرنے والے کو خوش کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس ہم کو اس سے جو عظیم الشان سبق ملتا ہو وہ یہ ہے کہ

ہماری جنت اور ہمارا دوزخ

ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ ہم چاہیں۔ تو اپنے لئے جنت بنالیں۔ اور چاہیں تو اپنے لئے دوزخ تجویز کرلیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں یہ طاقت رکھدی ہے۔ کہ ہم جیسا چاہیں دوزخ تیار کرلیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی بار قرآن کریم میں یہ بیان ہوا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ انسان اپنے اعمال سے تیار کرتا ہے۔ جبکہ یہ بات (اس موقع پر حضور نے بیٹھکر پانی پیا) ہمیں دنیا کی ہر چیز میں نظر آتی ہے۔ تو ایک بات یاد رکھنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ

اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں

تو ہماری کامیابی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری ہمتیں بلند۔ ہمارے حوصلے وسیع۔ ہمارے ارادے عظیم الشان ہوں۔ کیونکہ کوئی قوم جو عظیم الشان امید۔ نہایت وسیع امنگ اور اپنے آپ پر پورا بھروسہ نہیں رکھتی۔ وہ کامیاب نہیں ہوا کرتی۔ وہ قوم جو اپنے دل میں اپنی ناکامی یا موت کا فیصلہ کرلیتی ہے۔ وہ ظاہر میں کبھی غالب نہیں ہو سکتی خواہ وہ کتنی ہی بہادر۔ کتنی ہی جری اور کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو۔ برخلاف اس کے وہ قوم جو اپنے دل میں فیصلہ کرلیتی ہے کہ مجھے دنیا میں غالب ہونا ہے۔ وہ ضرور غالب ہو کر رہتی ہے۔ خواہ بظاہر کتنی ہی کمزور کتنی ہی قلیل اور کتنی ہی ادنیٰ حالت میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمارا

ایمان خوف اور رجاء کے درمیان

ہو۔ یعنی ایک طرف اگر ہمیں ہر وقت یہ اُمید ہو کہ ہم دُنیا میں غالب ہو کر رہینگے۔ تو دوسری طرف خوف بھی ہو۔ مگر یہ خوف اُمید کو کاٹنے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو رجاء کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا۔ کیونکہ متناقض جمع نہیں ہو سکتے۔ جو چیز دوسری کو کاٹ دیتی ہے۔ ان دونوں کو اگر جمع کیا جائے۔ تو دونوں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک روپیہ ہے۔ اور اس نے ایک روپیہ کسی کا دینا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک ہی درجہ کا خوف اور ایک ہی درجہ کی امید ایمان کے لئے ہوتی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا کہ کچھ نہ ہوتا۔ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ یہاں وہ خوف مراد ہے۔ جو رجاء کے مطابق ہے خوف دو قسم کا ہے۔ ایک وہ جو اُمید کے خلاف ہے یہ جتنا بڑھتا جاتا ہے۔ اُمید مٹتی جاتی ہے۔ لیکن دوسرا خوف رجاء کے مؤید ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایسا نہ ہو۔ ہم یہ کام نہ کر سکیں۔ یہ خوف ہمت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اور اسکے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم نہیں جیتیں گے بلکہ یہ ہوتے ہیں کہ ایسا نہ ہو۔ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے کامیابی میں نقص آجائے۔ اور جیسا اُمید حوصلہ کو بلند کرتی ہے قربانیوں پر آمادہ کرتی ہے۔ اور آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلاتی ہے۔ تو یہ خوف شرور کے دروازے بند کرنے اور فتنوں کے دبانے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور انسان کے اندر ایسی ہوشیاری پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے کوئی چور اگر اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ جب کسی قوم کی ایسی حالت ہو تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مایوسی کو نہایت ناپسند کرتے تھے اور قرآن کریم نے اسے کفر قرار دیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے:۔ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (۱۲ - ۸۸)

مایوس ہونا کافروں کا کام ہے

کیونکہ مایوسی کسی وقت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور جو مایوس ہوا۔ وہ کافر ہو گیا۔ کیونکہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص زبردست خدا تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اسکے وعدوں پر بھروسہ رکھے۔ اور پھر مایوس ہو۔ پس جو جماعت خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے کھڑی کی ہو۔ اسکے افراد کا فرض ہے اور اولین فرض ہے کہ ایک منٹ کیلئے بھی مایوسی کو اپنے پاس نہ آنے دیں ہاں انکے دل میں خوف ہو وہ چوکس ہوں انہیں یقین ہو کہ شیطان ان پر حملہ کریگا کیونکہ وہی اسکے حقیقی دشمن ہیں۔ اور حملہ ہمیشہ دشمن پر ہی کیا جاتا ہے کیا اگر بچے لکڑیاں لئے پھر رہے ہوں انمیں سے کوئی جرنیل کوئی کرنیل کوئی میجر بنجائے تو لوگ دروازے بند کر لینگے نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ تماشہ ہے۔ اسی طرح جب لڑکے شیر شیر کے کھیلتے ہیں تو کیا لوگ اپنے جانوروں کو مکانوں میں بند کر لیتے ہیں۔ نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ کا شیر ہے۔ لیکن اگر سچ مچ کا شیر آجائے تو دیکھو کس طرح اسکے مقابلہ کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ پس دنیا میں اگر کسی جماعت کے لئے

شیطان کے حملہ کا خوف

ہے تو وہ خدا کے فرستادہ کی جماعت ہے۔ اللہ کے نبیوں اسکے ماموروں اور اسکے مرسلوں کی جماعت ہے۔ کیونکہ یہ سچ مچ کے شیر ہوتے ہیں۔ شیر قالین نہیں ہوتے اور چونکہ وہ لوگ جو بہیمیت کی صفت رکھتے ہیں وہ ڈرتے ہیں کہ انہیں یہ شیر پھینچ کر لے جائینگے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ سچی نبی ہے۔ اس لئے سارا زور ان کے خلاف لگاتے ہیں تاکہ اسے توڑ دیں۔ اسوجہ سے سب سے زیادہ خوف کی وجہ اگر موجود ہوتی ہے تو اسی جماعت کے لئے۔ جسے خدا نے کھڑا کیا ہو۔ لیکن باوجود اس خوف کے مومنین کی جماعت میں مایوسی کبھی نہیں آسکتی۔ کیونکہ

ایمان اور مایوسی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

میں یہ نہیں کہتا کہ مومن کو کوئی غم نہیں ہوتا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ مومن کو کوئی ایسا غم نہیں ہوتا جو اسے مایوس اور افسردہ بنا دے۔ وہ غم میں بھی لذت محسوس کرتا ہے۔ اور ایسی لذت محسوس کرتا ہے کہ کسی خوشی کیلئے اسے چھوڑنے کے واسطے تیار نہیں ہو سکتا۔ کیا ایک باپ جو اس فکر اور غم میں ہو۔ کہ اس کا بچہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرلے اسے کوئی کہے کہ اس فکر کو اپنے دل سے نکال دو اور اس غم کے بوجھ سے اپنے دل کو ہلکا کر لو۔ تو وہ اسکے لئے تیار ہو گا۔ کوئی باپ اس بات کو پسند نہیں کریگا۔ کیونکہ اس کلفت اور فکر میں ہی اسکے لئے ایسی لذت رکھی گئی ہے جو خوشیوں سے بڑھکر ہے۔ غرض

مومن کا غم

بھی ایسا غم ہوتا ہے۔ اور اسمیں ایسی لذت اور ایسا سرور ہوتا ہے کہ وہ اس غم کو بھی چھوڑنا پسند نہیں کرتا وہ غم ہوتا ہے۔ اور اتنا بڑا غم ہوتا ہے کہ قریب ہے۔ غمگین کی کمر کو توڑ دے مگر باوجود اسکے اس غم کے ساتھ ایسی لذت بھی ہوتی ہے جسکی قیمت دُنیا کی کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ جسطرح ڈوبتے کو بچانے کی کوشش کرنیوالا جانتا ہے کہ شاید میں بھی ڈوب جاؤں مگر باوجود اس خوف کے وہ اس کام میں خوشی کی لہر محسوس کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یہ ایک کام ہے جو میں اپنی زندگی میں کر رہا ہوں اور یہ مخلوق خدا کی خدمت ہے جو میں ادا کر رہا ہوں۔ اسی طرح

ایک سپاہی جو اپنے ملک کیخاطر جان دیتا ہے

اسکی حالت ہوتی ہے۔ جان دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ انسان تو انسان حیوان اور ادنیٰ سے ادنیٰ حیوان اور مکھی اور چیونٹی بھی پسند نہیں کرتی کہ ہلاک ہو جائے۔ مگر ایک سپاہی خوشی خوشی جان دیتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے جان دینے میں غم اور صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ ہوتا ہے مگر جب وہ حُب وطن کیلئے لڑتا ہے تو اسمیں خوشی بھی محسوس کرتا ہے۔ اور یہ سپاہی میدان جنگ میں اسلئے جان نہیں دیتا کہ اس کیلئے مجبور ہوتا ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے جب کہا جاتا ہے کہ فلاں خطرناک موقعہ پر کون کون جانا چاہتا ہے۔

اس وقت بہت لوگ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ انہیں اپنی جان عزیز نہیں ہوتی۔ انہیں بیوی بچوں سے محبت نہیں ہوتی۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ۹۹ فیصدی امکان موت ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ ان کے بیوی بچوں کا کوئی خبر گیراں نہ ہوگا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے بوڑھے ماں باپ کو پانی تک پلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ مگر باوجود اس کے وہ جاتے ہیں اور اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے جو ان کے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مگر وہ خوش ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے مالک کی خاطر جان دی۔

میں نے ولایت میں شاہی نمائش میں

جنگ کا ایک نقشہ

دیکھا۔ جو سرکاری طور پر دکھایا گیا تھا۔ ایک جگہ جرمنوں کا بحری بیڑہ خطرناک حملہ کرتا تھا۔ جہاں اس نے سینکڑوں جہاز برطانیہ اور فرانس کے غرق کر دیئے۔ جب نقصان حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو انگریزی امیر البحر نے فیصلہ کیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اسے فتح کرنا چاہیئے۔ مگر وہ مقام فتح نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جب تک کچھ جہاز دانستہ کچھ جانیں بھی ضائع نہ ہوں۔ اسوقت بحری فوج میں اعلان کیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ اس پر سب بحری فوج نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اس میں سے کچھ آدمی چنے گئے۔ ان کا کام یہ تھا۔ کہ اس مقام پر جا کر اپنے اپنے جہاز کو غرق کر کے وہ راستہ بند کر دیں۔ جہاں سے نکل کر جرمن جہاز حملہ کرتے تھے۔ اور جرمن بھی سوئے ہوئے نہ تھے۔ ان کے پہرے مقرر تھے۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی کہ انگریزی بیڑہ ایک اور طرف حملہ کرے۔ اور جب جرمن بیڑہ کی ادھر توجہ ہو۔ تو ادھر سے انگریزی جہاز گھس جائیں۔ یہ اسی میل کی دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس کے سرے کو توڑنے کی کوشش کی جانی تھی۔ اس کے لئے ایک ایسا جہاز تیار کیا گیا۔ جس کے لئے سب سے زیادہ یقینی موت تھی۔ اس میں کام کرنے کے لئے پھر خاص طور پر آدمی چنے گئے۔ ان میں ایک سپاہی نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جس کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ اس کا دوسرا بھائی افسر تھا۔ اس نے کہا۔ میں قواعد کے لحاظ سے اپنے آپ کو پیش تو نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہماری بوڑھی ماں ہے۔ اگر میرا چھوٹا بھائی اس مہم میں چلا گیا۔ تو وہ خیال کرے گی کہ چھوٹے بھائی کی اس نے کچھ مدد نہ کی۔ اس لئے مجھے بھی اس کام میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ میں اپنے بھائی کو بچانے کی کوشش کروں۔ اسے اجازت دی گئی۔ اس کے بعد ان کا ایک ماموں زاد بھائی تھا۔ اس نے کہا۔ مجھے ان دونوں کو بچانے کی اجازت دی جائے۔ اسے بھی اجازت مل گئی۔ آخر وہ جہاز گیا۔ اس وقت کا سارا نظارہ دکھایا گیا۔ خدا کی قدرت وہ تینوں ہی بچ گئے۔ اور راستہ بند کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

اس قسم کی کیفیات جو پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان میں

لذت بھی ہوتی ہے اور رنج بھی

اس شخص کی کیفیت جس نے کہا۔ کہ میرا چھوٹا بھائی جاتا ہے۔ مجھے بھی جانے دیا جائے۔ ورنہ میری ماں مجھ پر افسوس کریگی۔ جہاں غم پیدا کرتی تھی۔ کہ یہ ایسا موقع ہے۔ جہاں قریباً یقینی موت ہے۔ وہاں خوشی بھی پیدا کرتی تھی۔ کہ میں اپنے فرض کو ادا کرنے جا رہا ہوں۔ اور میں اپنے بھائی کو بچانے کیلئے آخری کوشش جو کر سکتا تھا۔ اس سے دریغ نہیں کیا۔

پس کامیابیوں اور فتوحات کے ساتھ جو غم اور تکالیف ہوتی ہیں۔ ان میں بھی لذت ہوتی ہے۔ اور وہ قوم جو خدا کی ہو جاتی ہے۔ وہ بھی غموں میں مبتلا ہوتی ہے۔ بلکہ دوسروں سے بہت زیادہ مبتلا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی ذمہ واریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسے بہت بڑی خوشی اور فرحت بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ تجھے دنیا کے کفر پر اتنا غم ہے۔ کہ قریب ہے۔ تو اس غم سے ہلاک ہو جائے۔ گویا خدا تعالےٰ نے غم کو چھری تصور کر کے فرماتا ہے۔ کہ وہ کاٹتے کاٹتے گردن کے پچھلے چمڑے تک چلی گئی ہے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری دنیا کی بادشاہت دیکر کہا جاتا۔ کہ آپ اس غم کو جانے دیں۔ تو آپ اسے تسلیم کر لیتے۔ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت غصہ آتا۔ تو

مومنوں کے غم اپنے اندر خوشیاں رکھتے ہیں

ان کے غم اتنے بڑے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ساری دنیا کے کافروں کے غم بھی جمع کئے جائیں۔ تو ان کے غم کے برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ غم مزیدار بھی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ساری دنیا کی خوشیاں جمع کر کے دیدی جائیں۔ تو بھی وہ ان غموں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس غم کی وجہ سے وہ اپنے محبوب کے قریب ہوتے اور اس کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ غم کی گھڑی میں ان کے آنسو کا قطرہ وہ دریا ہوتا ہے۔ جس میں وہ کشتی چلتی ہے۔ جو انہیں خدا تعالےٰ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کا غم فرعون خشک کر دیتا ہے۔ ان سمندروں کو سکھا دیتا ہے۔ جو انسان اور خدا تعالےٰ کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ پس غم مومن کو ہوتا ہے۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مومن افسردہ نہیں ہوتا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ اسے غم نہیں ہوتا۔ جو شخص غم نہیں کرتا۔ میں اسے مومن ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مومن وہی ہے۔ جس کا دل غمگین اور فکر مند ہو۔ اور جتنا کوئی بڑا مومن ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ غمگین ہوگا۔ مگر باوجود اس کے

مومن کبھی افسردہ دل نہیں ہوتا۔

کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ اس کے چہرہ پر کبھی مردنی نہیں چھاتی۔ وہ کبھی ہتھیار نہیں ڈالتا۔ اور جب سب سے زیادہ خطرہ کا وقت ہوتا ہے۔ اسوقت سب سے زیادہ ہوشیار اور سب سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس کے اندر ایسی قوت پیدا کی ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک منٹ کیلئے بھی نہیں سمجھتا۔ کہ میں پس جاؤنگا۔ اور خواہ

غموں کے پہاڑ

بھی اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ پھر بھی اس کی قوت کے سامنے حقیر ہوتے ہیں۔ پس عید ہم کو یہ سبق دیتی ہے۔ کہ ایک مسلم کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ عید ہمیں یہ سبق دیتی ہے۔ کہ خوشی کا پیدا کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور جو قوم مشکلات اور تکالیف کی وجہ سے مایوس ہو جاتی ہے۔ وہ کافروں میں داخل ہو جاتی اور خدا تعالےٰ کی مدد سے محروم ہو جاتی ہے۔ لیکن جسطرح ہر شخص عید کے دن خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم جو

خدا تعالیٰ کے ایک نبی و مرسل کی جماعت

ہیں۔ یہ کہیں۔ کہ نبی کے زمانہ میں ہم خوش ہی رہیں گے۔ اور کبھی اور کسی حالت میں ہمت نہ ہارینگے۔ اور ساری دنیا کو فتح کر لیں گے۔ تو جسطرح آج خوش ہو گئے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ خوشیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور جسطرح آج عید کے دن ہماری طبیعت خوشی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی غم کی بات ہو بھی۔ تو کہدیتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی حکمت اور فائدہ ہے۔ اسیطرح اگر ہم اپنے لئے حقیقی عید پیدا کر لیں۔ اور ہر تکلیف اور ہر مصیبت جو آئے۔ اسکے متعلق کہیں۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ؎ زیر آں گنج کرم بنہادہ است

تو کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہ سکتی۔ پس میں آج اپنے دوستوں کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جسطرح میں نے کل کہا تھا۔ کہ ہم جب چاہیں۔ رمضان کا آخری عشرہ اور لیلۃ القدر بنا سکتے ہیں۔ اسیطرح میں آج کہتا ہوں۔ کہ عید بنانا ہمارے اختیار میں ہے۔ جب ہم چاہیں عید بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ عید ہمارے قلب میں پیدا ہوتی ہو۔ ہو اگر ہم فیصلہ کر لیں۔ کہ

ہو ہر روز عید ہا

ہی رکھینگے۔ تو کوئی طاقت نہیں۔ جو ہمارے اس فیصلہ کو مٹا سکے کیونکہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں عید دی گئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی دی ہوئی چیز میں اتنی طاقت ہوتی ہے۔ کہ کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ پس جبکہ ہم نے خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل کو قبول کیا ہے۔ اور جب کہ اسکے نبی کی بیعت کی ہے۔ اور اس کے اتباع میں داخل ہوئے ہیں۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسکی معرفت ہمیں عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہو چکی ہیں۔ تو پھر کوئی طاقت نہیں۔ جو ہمیں پیس سکے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہمارے دل غمگین ہوسکیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ مشکلات نہیں ہونگی۔

مشکلات ہوں گی

اور اس سے زیادہ ہونگی۔ جتنی اب تک ہو چکی ہیں۔ اور جتنی اب تک قربانیاں کی گئی ہے۔ اس سے بہت زیادہ آئندہ کرنی پڑینگی۔ لیکن جسطرح باوجود اسکے کہ عید کے دن روپیہ خرچ کرنا عید کی خوشی کو زائل نہیں کر دیتا۔ اسی طرح کوئی وجہ نہیں۔ کہ غم اور مشکلات اور تکالیف حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کو ہمارے لئے عید کا زمانہ نہ رہنے دیں۔ اگر ہم عید کے طور پر اس زمانہ کو منانا چاہیں۔ تو کوئی نہیں۔ جو ہمیں اس سے روک سکے۔ پس میں دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ اس عید کے منانے کے لئے اپنے دل میں فیصلہ کر لو۔ اور جب تم یہ فیصلہ کر لوگے۔ کہ

ہم مسیح موعودؑ کے زمانہ کو عید کی طرح منائینگے،

تو پھر تم دیکھو گے۔ کہ آج جو مشکلات تمہیں گھبرا دیتی ہیں۔ اس ارادہ کے بعد نہیں گھبرائینگی۔ اور وہ فکر اور غم جو اب تمہیں ڈراتے ہیں۔ وہ اس ارادہ کے بعد نہیں ڈرائینگے۔ اور وہ مشکلات جو پہاڑوں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اس ارادہ کے بعد تنکے کے برابر بھی حقیقت نہ رکھیں گے۔

دوسرا سبق ہمیں عید سے یہ ملتا ہے۔ کہ کوئی عید بغیر قربانی کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ اگر ہم علاوہ اس وجہ کے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ کہ ہم خوش ہونا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھیں۔ کہ

خدا نے عید کیوں مقرر کی ہے۔

تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ہم خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کھانا پینا چھوڑتے ہیں۔ تو اسکے بعد عید میسر آتی ہے۔ گویا ظاہری عید نفس کی طرف سے آتی ہے۔ اور اصل عید خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور وہ قربانیوں کے بعد آتی ہے۔ پس اگر تم حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اسکے لئے ایک ہی رستہ ہے۔

کہ بڑی قربانیاں کرو۔ خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے۔ اسکی طرف سے جو صداقت آئی ہے۔ اسکے پھیلانے کے لئے۔ اپنی جان اپنے مال اپنے اوقات۔ اپنے علوم۔ اپنے خیالات۔ اپنی امنگوں اپنے رشتہ داروں اپنے قریبیوں اپنے نفوس کو قربان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ

بغیر قربانی کے کوئی عید نہیں،

اور جتنی بڑی قربانی ہو۔ اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ دیکھو جو لڑکا پانچ سال قربانی کرتا ہے۔ اسکے لئے پرائمری کی عید ہوتی ہے۔ اور جو دس سال قربانی کرتا ہے۔ اسکے لئے انٹرنس کی۔ اور جو چودہ سال قربانی کرتا ہے۔ اس کے لئے بی۔ اے کی عید ہوتی ہے۔ پس جتنی بڑی قربانی ہو۔ اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ اس بڑی عید کے لئے پوری تیاری کریں۔ اپنے مال اپنے نفوس غرضکہ اپنی ہر ایک چیز کو خدا ہی کی سمجھیں۔ اور کہیں کیا۔ پہلے بھی جو کچھ ہے۔ خدا کا ہے۔ ہم جب یہ کہیں گے۔ کہ

ہمارا سب کچھ خدا کیلئے ہے۔

تو یہ صرف صداقت کا اقرار ہوگا۔ یہ کوئی نئی قربانی نہ ہوگی بلکہ ایک جھوٹ کو چھوڑنا ہوگا۔ کیونکہ جب ہم یہ سمجھتے تھے۔ کہ یہ مال ہمارا اپنا ہے۔ تو وہ ہمارا نہ تھا۔ بلکہ خدا ہی کا تھا۔ کیونکہ اسی کی طرف سے ملا تھا۔ مگر ہم احسان فراموش تھے۔ جو دینے والے کو بھول گئے تھے۔ اور جب یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ خدا ہی کا ہے۔ تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ اسی نے دیا ہے۔ اور یہ کوئی قربانی نہیں۔ بلکہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو اختیار کرنا ہے۔ پس میں جہاں اپنی جماعت کو اس بڑی عید کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وہاں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ اس کے لئے

بڑی بڑی قربانیاں

بھی کرنی چاہئیں۔ مجھے بڑا تعجب آتا ہے۔ جب میں سنتا ہوں۔ کہ جماعت پر بوجھ بہت بڑھ گیا ہے۔ بڑی قربانیاں ہو گئی ہیں کیونکہ جو کچھ ہونا چاہیئے تھا۔ میرے نزدیک اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ دیکھو اگر ایک کمزور اور نحیف آدمی کو اٹھا کر چارپائی پر بھی بٹھایا جائیگا۔ تو وہ کہے گا۔ میں تھک گیا ہوں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا۔ کہ اس نے کوئی بڑا کام کیا ہے۔ اسیطرح جب کہا جاتا ہے۔ کہ بڑی قربانیاں ہو گئی ہیں۔ تو میں یہ کہنے کو تو تیار ہوں۔ کہ یہ کہنے والے تھک گئے ہیں۔

مگر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ انہوں نے کوئی بڑا کام کیا ہے۔ اور انہیں تھکنے کا حق بھی تھا۔ بے شک وہ تکان محسوس کرتے ہیں۔ مگر بوجہ اپنی کمزوری اور کم ہمتی کے۔ نہ کہ بوجہ کام کے۔ اور اس وجہ سے تھکنے والوں کو کام لینے والا چھوڑ نہیں سکتا۔ بیمار کا یہ کام نہیں۔ کہ اپنی کمزوری کو پیش کر کے کام کرنے سے جی چرائے۔ بلکہ اسکا کام ہے کہ بیماری کا علاج کرائے۔ پس یہ ایک وسوسہ ہے۔ جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ کہ انہوں نے قربانی کی ہے۔ ہرگز انہوں نے کوئی ایسی قربانی نہیں کی۔ جسے قربانی کہا جا سکے۔ اگر تم حقیقی عید حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اسکے لئے ایسی قربانیاں کرو جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہ مل سکے ہو جتنی کہ صحابہ میں بھی نہ ملتی ہو۔ کیونکہ اس زمانہ میں جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ اس زمانہ کے کام سے بہت بڑا ہے۔ تمہارا کام

شیطان کو کچلنا

ہے۔ اور ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ نے مبعوث کیا ہے۔ جبکہ تمام دنیا کے لوگوں کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ پھر تم کمزور اور مفتوح ہو۔ اور جن لوگوں کے دلوں پر اس نے قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ فاتح اور طاقتور ہیں۔ اس حالت میں شیطان کو مٹانے کا کام کسی نبی کی جماعت کے سپرد نہیں کیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے یہ کام مقرر تھا۔ مگر آپکی دوسری بعثت میں یہ کام ہونا تھا۔ سو یہ کام ہوگا۔ تو آپکی ہی قوت قدسی کے ذریعہ مگر پہلے نہیں ہوا۔ پہلے ظہور کے وقت آپکے سپرد یہ کام نہ کیا گیا تھا۔ جواب کیا گیا ہے۔ پس اس کام کیلئے جس قربانی کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی مثال پہلے زمانہ میں نہیں رکھتی۔ مگر ہماری قربانیاں ابھی حضرت مسیح کے زمانہ کی قربانیوں جتنی بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے نفوس کو اس قربانی کے لئے تیار کرو جسکی نظیر پہلے نہیں ملسکتی۔ اور جسکے بغیر

حقیقی عید

نہیں حاصل ہو سکتی۔ خدا تعالےٰ ہمارے لئے اپنے فضل سے دونوں عیدیں دکھائے۔ وہ عید بھی جو اپنے نفسوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ بھی جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ

اشاعت کا زمانہ

ہے۔ مگر کوئی اشاعت اسوقت تک فائدہ نہیں دے سکتی جب تک اسے قبول کرنے کے لئے قلوب تیار نہ ہوں مگر مجھے افسوس

ہے۔ کہ بعض دوستوں کا خیال ہے۔ اشاعت کے معنی یہ ہیں کہ لیکچر دیئے جائیں۔ حالانکہ لیکچر دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ایسے قبول کرنے کے لئے قلوب تیار نہ ہوں۔ جتنے لیکچر اب تک ہوچکے ہیں۔ اتنے کسی نبی کے زمانہ میں نہیں ہوئے ہونگے۔ مگر ان کا اثر اتنا ظاہر نہیں ہوا۔ جتنا ہونا چاہیے تھا جس کی وجہ یہ ہے کہ سننے والوں میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ باتیں دوسروں کے لئے ہیں۔ اس وجہ سے سب کے سب خالی رہ جاتے ہیں۔ اور کسی کے برتن میں بھی پانی نہیں پڑتا۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی حالتوں میں تغیر کریں۔ اور یہ نقشہ رکھیں۔ کہ جو بات بتائی جاتی ہے۔ وہ ان کے لئے ہی ہوتی ہے۔

اس کے بعد اب میں

دعا

کرتا ہوں۔ سب احباب اس میں شامل ہوں۔ خدا تعالےٰ اپنے فضل سے ایسی اصلاح کردے۔ جو اس زمانہ کے کام کے لئے ضروری ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ اسکے سچے پیارے اور مقرب بندوں میں ہونی چاہیئے۔

آریہ سماج کے متعلق لٹریچر

دیو سماج لاہور نے آریہ دھرم کے متعلق حال میں چند ٹریکٹ شائع کئے ہیں جنکی فہرست ذیل ہے برائے ریویو ہمارے پاس بھیجے ہیں:۔ (۱) سوامی دیانند صاحب کے ویراگ روپ کا درشن۔ قیمت ایک پیسہ (۲) سوامی دیانند صاحب کے برہمچریہ روپ کا درشن قیمت دو پیسے (۳) سوامی دیانند صاحب کے سنیاس روپ کا درشن قیمت دو پیسے (۴) مسئلہ نیوگ کی حقیقت قیمت ایک آنہ (۵) آریہ سماج کے بانی کے رشی بودھ ہونے کی اصل حقیقت قیمت دو پیسے (۶) آریہ سماج کی مستند مذہبی کتابوں میں خوفناک گناہوں اور جرموں کی تعلیم قیمت ۲ آنے (۷) آریہ سماج کی اندرونی تصویر قیمت دو پیسے۔ (۸) دیانندی ویدک گپوڑوں اور ویدک لغویات کے چند دلچسپ نمونے قیمت تین پیسے۔ یہ ٹریکٹ آریہ صاحبان کی مستند اور مذہبی کتب کے صحیح اور اصلی حوالجات کی بنا پر متانت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور آریہ سماج کے متعلق واقفیت حاصل کرنے والوں کے لئے اچھا لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ جن اصحاب کو آریوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہو۔ وہ ان ٹریکٹوں کو منگوا کر ضرور مطالعہ فرمادیں۔

ملنے کا پتہ

سپرنٹنڈنٹ دیو سماج دھن کمیٹی پرابت کاری
سیوا بھاگ ۔ لاہور

اشتہارات

فوری توجہ کے قابل حضرت کا حکم

۳۰ر جنوری کو بروز جمعہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ بنصرہ نے تمام جماعت کیواسطے اس سال کا جو پروگرام بتایا ہے۔ وہ صرف تبلیغ ہے۔ جو لوگ تبلیغ کرنے کی فرصت یا قابلیت نہیں رکھتے۔ انکے واسطے میں نے بالکل مفت اور بغیر وقت خرچ کئے تبلیغ کرنیکی یہ تجویز نکالی ہے۔ کہ وہ ایک جلد تحقیق منگوالیں۔ اور کسی غیر احمدی واقف کو پڑھنے کے واسطے دیدیں۔ جب وہ مطالعہ کر چکے۔ تو اس سے لیکر دوسرے کو دیدیں۔ جب وہ مطالعہ کر چکے۔ تو اس سے لیکر تیسرے کو دیدیں۔ اس طرح کم از کم پانچ آدمیوں کو مطالعہ کرا کے پھر وہ کتاب بذریعہ وی پی میرے نام روانہ کرکے اپنی قیمت واپس منگوالیں۔ تحقیق میں صداقت احمدیت پر اہم ۱۳ دلائل درج ہیں جیبی تقطیع ۸۰ صفحہ قیمت ۸؍ محصولڈاک بذمہ خریدار

کیا آپکو اپنی عزیز آنکھونکی فکر ہے

اگر ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ نے شہرہ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ کو ابھی تک نہیں منگوایا۔ جو نہ صرف ضعف بصر۔ خارش چشم۔ جلن۔ پپوٹوں کی سوزش۔ گوہانجنی۔ ناخونہ۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ کیلئے اکسیر ہے۔ بلکہ اس کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے۔ عینک سے نجات دلاتا اور اچانک پیدا ہونے والی بیماریوں سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت صرف ۸؍ فی تولہ۔ محصولڈاک علاوہ۔ کثرت شہادتوں سے ایک تازہ شہادت ملاحظہ کیجئے۔ ایک ملک صاحب کی شہادت جناب ملک محمد حنیف خاں صاحب احمدی چک ۲۳۶ ڈاکخانہ کیسں گڑھ سے لکھتے ہیں۔ موتی سرمہ نے اپنی آنکھونکے مرض کے واسطے بہت مفید پایا ہے۔ لہذا ایک تولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی فوراً بھیجدیں

پتہ:۔ مینیجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نو بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ قیمت سوراخ چھلنی ۱۲ پالش شدہ ۸؍ر

مینیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

مرہم عیسیٰ ہر قسم کے زخموں جراحتوں۔ پھوڑوں۔ جلدی بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑوں پھنسیوں۔ ناسوروں۔ ورموں۔ خنازیر۔ سرطان۔ گھاؤ۔ گنج۔ خارش بواسیر وغیرہ کے لئے باذن اللہ لاثانی علاج ہے۔ قیمت فی ڈبیہ خورد ۱۲ متوسط ۱؍ کلاں ۲؍ علاوہ محصولڈاک۔ حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ مبارک منزل نولکھا لاہور سے طلب کریں

بی اے پاس کرو یا بیل چکی خریدلو

آٹا فی گھنٹہ ۲۰ سیر۔ دانہ فی گھنٹہ ۱۴ من تیار ہوتا ہے۔ وزن ... نرخ فی من ۱۳ ... پنجاب ... پر ریل روانہ کیا جاتا ہے۔

میاں مولا بخش خاں اینڈ سنز پٹیالہ۔ پنجاب

اندھیرے گھر کا چراغ جب اٹھا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو (۶) جن کے بچے کمزور و بدصورت پیدا ہوتے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ ۸؍ تین تولے کے لئے محصولڈاک معاف ۱۰ تولہ تک خاص رعایت المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

سرمہ نور نظر

یہ سرمہ موتی و ممیران سے بنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا نہایت عجیب مجرب سرمہ سلطان نظر ہے

تاثیر کے لحاظ سے یہ ثانی نہیں رکھتا۔ خاص کر کمزوری بینائی کے لئے اکسیر ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاپے تک مضبوط اور روشن رکھتا ہے۔ اس کے استعمال سے کمزوری بصارت یعنی نظر۔ دھند۔ جالا۔ سرخی چشم آنکھوں کے سامنے کچھ اڑتا ہوا دکھائی دینا۔ لیسدار گندہ پانی یہ سب بیماریاں خدا کے رحم سے جاتی رہتی ہیں۔ قیمت فی تولہ ۸؍ المشتہر:۔

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تین سٹ برائے فروخت موجود ہیں

(۱) ریویو اردو ۱۹۰۲ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک مجلد ہیں (۲) تشحیذ الاذہان ۱۹۰۶ء سے لیکر ۱۹۲۱ء تک مجلد ہیں (۳) الفضل ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۴ء تک بلا جلد ہیں۔ ان کے اندر جس پایہ کے مضامین ہیں انکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۵ اپریل۔ بادشاہ اور شاہی خاندان کے نمائندوں اور بڑے بڑے مدبرین اور ماہرین حکومت کی موجودگی میں لارڈ ملنر کے جنازہ کی رسم سینٹ مارگرٹ ویسٹ منسٹر میں ادا کی گئی۔ منتخب کردہ فوج کو مع فوجی باجوں کے آپ کی نعش کو حفاظت میں لے کر سٹیر پورٹ جہاں اسے دفن کیا جائے گا۔ پہنچانے کی غرض سے واٹرلو تک گیا۔ نعش ایک سپیشل گاڑی میں لنڈن سے ... پہنچائی گئی۔ اور سٹیر پورٹ چرچ میں آپ کے خاندان کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ لنڈن میں یروشلم کے "ٹائمز" کے نمائندے کو لارڈ بالفور نے فرمایا۔ دمشق میں جو حوادث ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھ کو بد دل نہیں کر دیا ہے۔ میں یہودیوں کے مستقبل کی نسبت آگے سے زیادہ امید اور توقع رکھتا ہوں۔ یہودیوں کے مستقبل کی نسبت جو منزل تجویز کی گئی ہے اس کے لئے صحیح راستہ اختیار کر لیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۸ اپریل۔ لارڈ کرزن کی جگہ لارڈ بیلفور لارڈ پریذیڈنٹ کونسل اور لارڈ سالسبری دارالامراء کے لیڈر مقرر ہوئے ہیں۔

افغان حکومت نے منگل علاقہ کے باشندوں پر نہایت کڑی شرائط عائد کی ہیں۔ تجویز کی گئی ہے۔ کہ اس قوم سے ایک خاص تعداد جبراً فوج میں بھرتی کی جائے۔ ہزار کے قریب رہنما یرغمال کے طور پر قید کر لئے گئے ہیں۔ فرمان صادر ہوا ہے۔ کہ ان کی بندوقیں چھین کر رکھ لی جائیں اور جو شخص دینے سے انکار کرے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ ایک سال تک کوئی شخص اس علاقہ سے دوسرے ملک میں نہ جا سکے گا۔ خاص چھاؤنیاں بنائی جائیں گی جن کے لئے منگل مزدور مہیا کریں گے۔ شرائط پوری نہ کرنے پر موت یا قید کی سزا دی جائیگی۔

ماسکو ۲۸ اپریل۔ برٹش ٹریڈ یونین کی طرف سے پانچ عورتوں کا ایک وفد روس کی مزدور عورتوں کی حالت دیکھنے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔

لنڈن ۲۸ اپریل۔ وان ہینڈنبرگ کی کامیابی پر تمام یورپین اخبارات توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ انگریزی اخبارات اس پر خفا ہیں۔ لیکن "انتظار کرو اور دیکھو کیا ہوتا ہے"۔ کی پالیسی اختیار کر رہے ہیں۔ پولینڈ کی رائے عامہ پر انتخاب کا بہت اثر ہوا ہے۔ اور وہاں کے اخبارات کو پورا یقین ہے۔ کہ اتحادی اپنے آپ کو جرمنی کی جارحانہ کارروائیوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر کریں گے۔

امیر علی نے ایک نیا جنگی جہاز انگریزوں سے خریدا ہے۔ اور وہ جدہ بھی پہنچ گیا ہو کہا جاتا ہے۔ کہ اس جنگی جہاز میں بہت سا سامان حرب اور ہتھیار ہیں۔ جن میں دو موٹر لاریاں اور کلدار توپیں شامل ہیں۔

ولایتی اخبار لکھتے ہیں۔ کہ ایرانی فوج میں اعلےٰ عہدوں پر بیر بولشویکوں کا تقرر عمل میں آ رہا ہے۔ بولشویک اس لئے ایران کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ بولشویکی حملہ ہند کی پہلی منزل یہی ہے۔

فرانس کی وزارت حرب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ فرانسیسی فوج نیلے رنگ کی بجائے خاکی رنگ کی وردی پہنا کرے۔ دس سال کے اندر اندر تمام فوجوں کو یہ نئی وردی مل جائے گی۔

نیروبی ۲۸ اپریل۔ فرانسیسی موٹر بانوں کا ایک اور گروہ صحرائے اعظم اور وسطی افریقہ کو طے کر کے نیروبی پہنچا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

امرت سر ۲۷ اپریل۔ ۱۰۱ اکالیوں کا ایک جتھہ جو جیتو کو جا رہا ہے۔ گاڑی میں سوار ہو کر لائل پور چلا گیا لائل پور میں دو روز کے قیام کے بعد جتھہ آگے پیدل جائے گا۔

لاہور ۲۷ اپریل۔ جنرل سیکرٹری ریلوے یونین نے اطلاع شائع کی ہے۔ کہ لاہور سٹیشن کے کیرج سٹاف پاور ہوس۔ گیس فیکٹری۔ سگنل سٹاف اور بلاک سٹاف میں ملازموں نے مکمل ہڑتال کر دی ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ہڑتالیوں کی تعداد اس وقت چالیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

امرت سر ۲۸ اپریل۔ دو دن کی بحث و تمحیص کے بعد سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے جس میں ۱۷ ممبر شامل تھے۔ متفقہ طور پر صرف تین مخالف راؤں سے یہ قرار داد پاس کی ہے۔ کہ گوردوارہ بل جو سردار تارا سنگھ پنجاب کونسل میں پیش کریں گے۔ وہ گوردوارہ تحریک کے ضروری مطالبات پورا کرتا ہے۔ مگر کمیٹی نے اس بل کی تفصیلی دفعات میں بہت سی ضروری ترمیموں کی سفارش کی ہے۔

لاہور ۲۸ اپریل۔ ریلوے ہڑتال میں ابھی کوئی نیا تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن اب لاہور ورکشاپ میں ملازمین کام پر واپس آنے شروع ہو گئے ہیں۔ نئے آدمیوں کی بھرتی کی وجہ سے لاہور کی ... پوزیشن اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ غیر حاضر ملازمین کی جگہ کام کرنے کے لئے رننگ سٹاف دستیاب ہو گیا ہے۔ چنانچہ ریلوے گاڑیاں باقاعدہ جا رہی ہیں۔

اخبار ملاپ لکھتا ہے۔ عبد الکریم جو خوست کے باغیوں کا سرغنہ تھا۔ اور جسے گورنمنٹ ہند نے امیر کابل کی درخواست پر گرفتار کیا تھا۔ ڈیرہ غازی خاں سے جہاں وہ زیر ضمانت تھا۔ کہیں روپوش ہو گیا ہے۔

دریائے سندھ کا پل پانی چڑھ آنے کی وجہ سے توڑ دیا گیا ہے۔ اب جہاز چلا کرے گا۔

امرت سر ... اپریل۔ سوامی ہیمند رانند جائنٹ سیکرٹری ادا سی مہا منڈل نے ہز ایکسیلینسی وائسرائے کو ایک تار بھیجا ہے جس میں نہایت سختی کے ساتھ گوردوارہ بل کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے۔ کہ اس مسودہ قانون کے پاس ہو جانے کے یہ معنی ہونگے۔ کہ لاکھوں اداسیوں کے ساتھ جن کو گورنمنٹ پر اعتماد ہے ناانصافی کی جائے۔ انہوں نے اس مسودہ قانون کو جانبدارانہ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس سے ناانصافی ہوگی اور برے جذبات پیدا ہوں گے۔

بمبئی ۲۷ اپریل۔ بمبئی ہائیکورٹ کے واحد اجلاس میں مسٹر جسٹس کرمپ اور اسپیشل جیوری کے روبرو مالا بار ہل کے واقعہ قتل کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس میں نو آدمی مسٹر عبد القادر باولا کے قتل کرنے کے جرم میں ماخوذ ہیں۔ ایڈووکیٹ جنرل نے مقدمہ افتتاح کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملزمین میں سے اکثر گرفتاری سے قبل ریاست اندور میں ملازم تھے۔ یہ لوگ اکتوبر ۱۹۲۴ء اور ۱۲ جنوری ۱۹۲۵ء کے درمیان بمبئی پونا اور دیگر مقامات میں ممتاز بیگم کو جو مہاراجہ کی داشتہ کی حیثیت سے اندور میں رہ چکی تھی۔ برطانوی ہند سے اڑا لے جانے کی سازشوں میں شریک ہوئے۔ اس سازش کے سلسلہ میں مسٹر باولا کا قتل ہوا۔ قتل کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد وکیل استغاثہ نے کہا۔ کہ اگر انگریز فوجی افسر وقت پر نہ پہنچ جاتے۔ اور نہایت مردانگی کے ساتھ حملہ آوروں کا مقابلہ نہ کرتے۔ تو وہ ممتاز کو لے کر فرار ہو جاتے۔

تلک اسکول آف پالیٹکس لاہور گذشتہ سال مختتمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۴ء کی آمد و خرچ کا گوشوارہ شائع ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سال میں ۴۲۶۱ روپیہ وصول ہوئے۔ اور ۹۴۲۲ روپے خرچ ہوئے۔ اور گذشتہ سال کی رقم شامل کر کے ۱۵۷... روپیہ تحویل میں باقی رہا۔

۲۷ اپریل کو ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال سے جو اوٹا کمنڈ جا رہی تھیں راستہ میں احمد نگر سٹیشن